OPEN ACCESS
Al Aijaz Research Journal of Islamic Studies & Humanities
ISSN (ONLINE): 2707-1219
ISSN (PRINT): 2707-1200

ARJISH, Vol: 5, Issue: 3,
July to September 2021
DOI: 10.53575/arjish.v5.3(21)u1.1-13
http://www.arjish.com

"بقعۂ انوار" سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں

Seerat-ul-Nabi ﷺ in the light of "Buqqa-e-Anwaar"

Rubina Yasmin[*]
Dr. Zamurrad Kausar[**]

Abstract:
"Buqqa e Anwaar" is a long Poem written by Shamim Yazdani. This Poem is a Long Poem consisiting a complete book. So it is called one book poem. There is an ancient tradition of writing long poems consisting complete book. It's a religious poetry about the life and seerah of our beloved Prophet Muhammad ﷺ. In this poem the poet talks about the Holy prophet PBUH Seerat and sunnat. Before Islam, the Arabs were plunged into the darkness of ignorance. They worshiped idols. After the arrival of our prophet enlightened the world. This poem shows Shamim Yazdani's love, affection and respect for the Prophet Muhammad ﷺ.
Keywords: Ancient, Tradition, Seerat, Plunged, Idols, Religious

"بقعۂ انوار" شمیم یزدانی ایک طویل نعتیہ نظم ہے۔ یہ کتاب 1977ء میں پہلی بار شائع ہوئی اور اس کتاب کے تعارف میں صوفی غلام مصطفی تبسم لکھتے ہیں:

"ادب میں اخلاق نبوی پر جناب شمیم صاحب کی یہ پاکیزہ کوشش لائق تحسین ہے۔ ہم اپنے فرض سے غافل رہیں گے۔ اگر اس پر موصوف کا دلی شکریہ ادا نہ کریں اور کتاب کی محبوبیت سے پوری ملت کو آگاہ کرنے میں ان کا ہاتھ بٹائیں۔ "(۱)

یہ نظم شمیم یزدانی نے مکتبہ رحمت سے دوسری بار مئی ۱۹۸۹ء میں شائع کروائی۔ اس نظم میں شمیم یزدانی حمد باری تعالی میں اللہ وحدت لا شریک کی بڑائی جو کسی سے ڈھکی چھپی نہیں یوں بیان کرتے ہیں کہ دنیا کی آشنائی، رنگینی اور ساقی و مینا و جام سب اللہ تعالی کا ہے۔ باغوں میں بہار اور دنیا کے کونے کونے میں ابد سے ازل تک ہر شے میں یہاں تک کہ دل کے پوشیدہ خانوں میں اللہ تعالی کی ذات رونما ہے۔ اور ہر ذرے پر قادر ہے۔ شاعر کہتا ہے کہ ہماری نگاہ اللہ تعالی کی متلاشی ہے۔

اس نظم میں شمیم یزدانی لکھتے ہیں کہ باغ میں شور و غل ہو یا خاموشی ہو پہاڑوں و صحرا میں ہر ذرہ اللہ کی بڑائی بیان کرتا ہے۔ یہ زمین و آسمان پہ آشنائی اسی کی مرہون منت ہے۔ یہ شراب خانے، دریا، سمندر، ہوا میں خوشبو، بادلوں میں پانی، دن کو روشنی اور رات کو چاندنی میں تخلیق اللہ تعالی کی ہے۔ شاعر بیان کرتے ہیں کہ جس وحدت لا شریک کو ہم پہاڑوں و صحرا میں ڈھونڈنے نکلے ہیں۔ ہوائیں ہر طرف اس چمن میں اس کی موجودگی کا پیغام دے رہی ہیں۔

"جسے ہم ڈھونڈنے نکلے ہیں کو وہ دشت و صحرا میں

[*] Ph. D Scholar Urdu,Govt. College Women University, Faisalabad.
Email: missrubinayasmin@yahoo.com https://orcid.org/0000-0002-0848-4084
[**] Associate Professor, Dept. of Urdu, Govt. College Women University, Faisalabad.

صبا ہر سو لئے پھرتی ہے گلشن میں پیام اس کا"(۲)

شمیم یزدانی پیارے نبی احمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں لکھتے ہیں کہ آپ محبوب خدا ہیں اور حسن وصورت کا مجسمہ ہیں۔ شاعر تلمیحات کا استعمال کرتے ہوئے حسن یوسف کی جھلک پیش کرتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ زنان مصر نے حسن یوسف سے متاثر ہو کے اپنی انگلیاں کاٹ لی تھیں۔ لیکن اگر وہ ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسن کو دیکھ کے اپنی انگلیاں تو کیا اپنے جگر کاٹ لیتیں۔ بقول شاعر:

جناب عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک دن کیا خوب فرمایا
جب آنحضرت ﷺ کو دیکھا شان محبوبی میں گھر اپنے
زنان مصر نے مبہوت ہو کر انگلیاں کاٹیں
جو پائی حسن یوسف کی جھلک پیش نظر اپنے
مرے محبوب کی جھلکی اگر ان کو نظر آتی
بجائے انگلیوں کے کاٹ لیتیں وہ جگر اپنے"(۳)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب انہوں نے پہلی بار نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان محبوبی میں اپنے گھر دیکھا تو کہنے لگیں کہ اگر مصر کی عورتیں محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھتیں تو وہ اپنے جگر کاٹ لیتیں۔ حسن محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگرچہ حسن یوسف سے بھی بڑھ کے ہے۔ آپ کی ولادت باسعادت کا ذکر بڑی عقیدت واحترام سے کیا گیا ہے۔

یہ نظم سیرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موضوع پر لکھی گئی ہے۔اس نظم کو مختلف موضوعات کے تحت لکھا گیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رحم وکرم کو "رحمت عالم" کے موضوع سے لکھا ہے۔اور رحمت عالم کا سراپا بیان کرنے کے لیے "حضور کا مقدس سراپا" کے موضوع سے لکھا ہے۔

شمیم یزدانی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقدس سراپا میں بیان کرتے ہیں کہ ہمارے احمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انتہائی خوبصورت نور کا پیکر درمیانہ قد، نرمی سے قدم اٹھانے والے، نڈر، ہر دل عزیز، جسم نہ زیادہ دبلا نہ پتلا اور خوبصورت رنگت، کشادہ سینہ، بال گھنگریالے، گھنی ریش مبارک یعنی داڑھی، سیاہ آنکھیں لمبی پلکیں اور گھنے ابرو تھے:

"میانہ قد، سبک رفتار، صورت نور کا پیکر،
بہت مضبوط، بے حد دلربا، اور خوشنما اعضاء
کہی سو بات کی اک بات اس میں شیر یزداں نے
کہ حسن کسی نے آج تک دیکھا نہ دیکھے گا"(۴)

شمیم یزدانی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقدس سراپا میں بیان کرتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسکراہٹوں کو بکھیرنے والے اور دانت مبارک ایسے موتیوں کی طرح جن کی کوئی مثال نہیں سفید اور سرخ روشن چہرہ اور پیاری ناک اور نقش، کشادہ سینہ اور دونوں کندوں کے درمیان نبوت کا نشان، بات چیت انتہائی عمدہ یعنی مختصر اور لب ولہجہ انتہائی میٹھا کہ سننے والا شیدا ہو جائے۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالی شاعر رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں وہ اپنے نعتیہ قصیدے میں نقشہ کھینچتے ہیں:

واحسن منک لم ترقط عینی واجمل منک لم تلد النساء
خلقت مبریًا من کل عیب کانک قد خلقت کما تشاء

شاعر کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رعب ایسا تھا کہ چہرہ دیکھ کر ہر کوئی لرز جائے اور حسن چہرے پر ایسے کہ سب آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے مرعوب ہو جائیں۔ شاعر اس نظم میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حلیہ مبارک جو پیش کر رہے ہیں یہ سب حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جیسا حسن و جمال آج تک نہیں دیکھا نہ دیکھا جائے گا۔

یوم میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں شمیم یزدانی لکھتے ہیں کہ جناب سید الابرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جب پیدائش ہوئی تو دنیا کو کفر اور ظلم سے چھٹکارا ملا، باطل کا قلع قمع ہو گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب نبوت ملی تو ہر طرف رحمت چھا گئی۔ انسان کو انسان کہلوانے کا رتبہ ملا اور غریبوں کو ان کا حق ملا۔ مولانا شبلی نعمانی لکھتے ہیں:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس زمانہ میں پیدا ہوئے، مکہ بت پرستی کا مرکز اعظم تھا۔ خود کعبہ میں تین سو ساٹھ بت تھے۔"(۵)

اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد سے کل کائنات میں رونقیں چھا گئی اور اللہ تعالی کی زمین کا ہر ذرہ جھوم اٹھا:

"اس ایک دن کی بدولت جہاں میں نور ہوا
زمین کعبہ کا ہر ذرہ رشک طور ہوا"(۶)

شمیم یزدانی طلوع آفتاب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بیان کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد سے پہلے ہر طرف تاریکی کے بادل تھے۔ ظلمت کے غبار نے پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لیا ہوا تھا۔ لوگ ظلم، جھگڑوں، غلطیوں اور غرور جیسی موذی بیماریوں میں مبتلا تھی۔ شراب پینا عام، جانوروں سے بدتر عادات اور درندوں کی طرح ایک دوسرے کو چیر دیتے تھے۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر مدتوں خنجر چلاتے رہتے تھے۔ ان لوگوں کے دماغ سرکش تھے امانتوں میں خیانت کرتے جھوٹ بولتے اور پوری کی پوری دنیا اسی تاریکی میں ڈوبی ہوئی تھی۔

شمیم یزدانی کہتے ہیں کہ پھر اک دن مشرق سے نور کی روشنی آئی۔ وہ شمع جبل نور سے چمکی، ابرہیمؑ نے اس نور کے لئے خاص دعا کی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آنے سے کائنات تاریکی سے نکل کر صراط مستقیم پر آ گئی۔ بنو عدنان پر یہ نبوت کا سلسلہ دنیا میں امن کا پیغام لے کر

آیا۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کائنات میں سچے اور آخری نبی ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوری دنیا غرض جن و بشر سب کو فیض ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب کے لئے ہدایت کا سرچشمہ ہیں۔اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تبلیغ سے کل کائنات میں تبدیلی آئی اور کفر کا نام ونشان مٹ گیا:

"بنو ہاشم کی قسمت کا ستارہ یک بہ یک چمکا

زمین مکہ پر اللہ نے ابر کرم بھیجا"

شمیم یزدانی رحمت عالم میں بیان کرتے ہیں۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دلوں پر حکمرانی کرنے والے تیری رحمت تیرا انور ہر ایک کے لئے وجہ سکون ہے۔ تونے اپنی دانائی سے انسان کو اس کا صحیح مقام دیا اور ان کے درمیان جھگڑوں کو ختم کیا۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کی بدولت تاریکی میں شمع جلی جس سے یہ تمام کائنات فیض یاب ہوئی۔آپ ﷺ کے آنے سے یہ ادھوری زندگی مکمل ہوئی۔اور یہ مکمل پاکیزہ زندگی ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے صدقہ ہے۔جو انہوں نے ہمیں ہماری بھلائی کے لئے عطا کیا۔

اس نظم میں شاعر نے جابجا تلمیحات سے کام لیا ہے۔"ذبیح اللہ"،یعنی (حضرت اسماعیلؑ)اور"خلیل اللہ" (حضرت ابراہیمؑ) جسی تلمیحات سے بہت اہم واقعات کی طرف اشارہ کیا ہے۔آپ ﷺ کو خاتم النبین کہا گیا ہے اور رحمت اللعالمین کہہ کے پکارا ہے۔آپ ﷺ اللہ کے آخری نبی ہیں آپ کے بعد نبوت کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے۔قرآن پاک میں آپ ﷺ کے آخری نبی ہونے کی گواہی دی گئی ہے۔قرآن پاک میں سورہ الاحزاب میں ہے:

ما كان محمد أبا أحد من رجالكم ولكن رسول الله وخاتم النبيين- (الأحزاب: 40) (۷)

حضرت محمد ﷺ تمام عالمین کے لیے رحمت بن کے دنیا میں تشریف لائے۔آپ ﷺ کی رحمت کسی خاص ملک یا خطے کے لیے مخصوص نہیں ہے۔

شمیم یزدانی ساقیء کوثر میں کہتے ہیں۔ سیدالابرار رحمت العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت ہی اللہ سے محبت ہے۔ جس دل میں نام محمد نہیں وہ دل کبھی سکون میں نہیں ہوگا۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عقیدت رکھنے والوں کو کوئی مصیبت نہیں گھیرتی۔اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیروکار یعنی غلاموں کو کبھی کوئی طاقت زیر نہیں کر سکتی۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ دنیا میں کوئی ایسی ہستی نہیں جس سے محبت کی جائے شمیم یزدانی کہتے ہیں۔ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت،عقیدت اپنے دل میں بیدار کرو۔

شمیم یزدانی "شاہ عرب" کے عنوان سے لکھتے ہیں۔ پیغمبر اعلی محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اللہ تعالی نے رحمتوں کے دروازے کھول دیے یہاں تک اس کائنات کی تخلیق ان کے لئے کی گئی۔اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دنیا میں آتے ظلم کے پہاڑ ریزہ ریزہ کر دیے۔انسان کو علم بر حق سے نوازا لوگوں کو ایک دوسرے کے دکھ اور تکالیف کو سمجھنے کی صلاحیت سے بر سر پیکر کیا۔اور خدا تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیروکاروں کو اس دنیا میں بر سر اقتدار کیا۔ شاعر کہتا ہے۔انسان کچھ نہ جانتا تھا۔ شاہ عرب نے اپنی رحمت سے انہیں زمین پر کیا سے

کیا کر دیا ہر وہ چیز کا علم دیا جس سے یہ پہلے ناواقف تھے۔ اچھے برے میں تمیز کرنا دوسروں پر رحم کرنا اور اپنے اختیارات کا صحیح استعمال کرنا یہ سب ہمارے ختم المرسلین احمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے علم سے کیا جس سے نوع بشر اور جن ناواقف تھے:

"امی کو حق نے علم کا سرچشمہ کر دیا

سیراب اس کے فیض سے شاہ و گدا کیے

دی اس کے خاکساروں کو عالم کی سلطنت

وعدے خدائے پاک نے اپنے وفا کیے"(۸)

شمیم یزدانی لکھتے ہیں کہ لوگ رحم و کرم کے نام سے بھی ناواقف تھے اور آپ ﷺ کی آمد سے حقوق انسانی سے آشنائی ہوئی۔ ہمارے پیغمبر احمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کوئی مثال نہیں۔ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی وہ ہستی ہیں جنہیں دونوں جہانوں پر فوقیت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسا زمانہ میں نہ تھا اور نہ آئے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقام فرش پر نہیں بلکہ عرش پر ہے۔ آپ ﷺ کے مقام تک جن وانس کو بھی پہنچنے کی مجال نہیں۔ شاعر کہتا ہے "مازاغ البصر" اور "قاب قوسین" مطلب آنکھوں اور سر کا تاج ہیں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ شاعر کہتا ہے وہاں تیرا کلام دل کو بھاتا ہے جہاں کسی کو مجال نہیں۔ تو دشمن کے لئے بھی رحمت اور تیری رحمت پہ اللہ وحدہ بھی قربان جائے۔ تیرے اوصاف انتہائی پاکیزہ اور بلند و بالا ہیں جن کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ پھر نظیریؔ کا شعر بطور حوالہ لکھتے ہیں۔

شمیم یزدانی بارگاہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عرض کرتے ہیں۔ امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جوان آج اپنے رشتوں کو مکمل بھولا چکا ہے۔ یہ مدینہ کا راستہ بھول چکا ہے۔ ہر طرف ظلمت چھا رہی ہے۔ ایمان کی روشنی کفر کی نظر ہوتی جا رہی ہے۔ شاعر کہتا ہے کہ دشمن اسلام کی عظمت کو مٹانے کے لئے مسلسل کوشاں ہے۔ یہ کفر کی آندھی اسلام کو لپیٹ رہی ہے۔ شاعر کہتا ہے۔ جو اسلام کے شیدا تھے مجاہد اپنے دین پر مر مٹنے والے نڈر تھے آج وہ بھی اسلام سے منہ پھیر رہے ہیں۔ شمیم یزدانی کہتے ہیں کہ آج کا مسلمان بے چینی اور اضطراب بھری زندگی گزار رہا ہے۔ شاعر کہتا ہے اسلام تو ایسا عین ہے نظام ہے جو ایک تسبیح کی طرح انسان کو باندھے رکھتا ہے۔ اور اس ظلمت کی زمین پر روشنی کی مانند ہے۔ اسلام مساوات کا درس دیتا ہے۔ ہر ایک کا مسیحا ہے۔ اسلام مسلمانوں کا قبلہ تھا۔ اسلام قدیم زمانے سے ہی اول رہا ہے جب بھی کفار نے اسے رد کیا تو یہ ہمیشہ اپنے چاہنے والوں کا ساتھ دیتا ہے۔

مولانا ظفر علی خاں کے شعر پر تضمین لکھتے ہیں۔ اس میں "دربار رسول" کے عنوان سے لکھتے ہیں کہ آپ ﷺ کی ذات بابرکات سے دشمن بھی فیض یاب ہوتے ہیں۔ آپ ﷺ کی شفقت تمام جہانوں کے لیے ہے۔ پھر بارگاہ رسالت میں مناجات (حالیؔ مرحوم کے مصرع پر تضمین) کر کے پیش کرتے ہیں۔ حالیؔ اور ظفرؔ کے کلام کی عظمت کو بھی تسلیم کرتے ہیں۔ یہ سب شاہ عرب کی دعا کا نتیجہ ہے:

"اسلام مساوات کی تعلیم سکھائے

اسلام غریبی کے نشانات مٹائے

اسلام ہر اک شخص کا دکھ درد مٹائے

انسانیت اک قبلہ ہے یہ قبلہ نما ہے

اے خاصہ خاصان رسل وقت دعا ہے "(۹)

اس کے بعد "سیرۃ مطہرہ" (مکارم اخلاق) کے عنوان کے تحت مختلف ذیلی عنوانات میں آپ ﷺ کی سیرت طیبہ کی خوبیاں بیان کرتے ہیں۔ جن میں اخلاق رحمانی، صادق وامین، ضبط و تحمل، صبر و رضا، درگذر، حلم و رفق، عفو رحمت، استقامت، خدام سے شفقت، وعدے کی پاسداری، انصاف، انکساری، بوڑھوں کی عزت، ماں باپ کی خدمت، عورت کا مقام، مہمان کی خدمت، شجاعت، جرأت، فقر، بچوں سے محبت، ہمسائے کے حقوق اور بنی نوع انسان کے حقوق کے حوالے سے سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں وضاحت کی ہے۔

آنحضور ﷺ کی دیانت وامانت پر کفار بھی یقین رکھتے تھے۔ سیرۃ النبی ﷺ میں لکھا ہے:

"رسول اللہ ﷺ سے قریش کو اس درجہ عداوت تھی، تاہم آپ کی دیانت پر یہ اعتماد تھا کہ جس شخص کو کچھ مال یا اسباب امانت رکھنا ہوتا تھا، آپ ہی کے پاس لا کر رکھتا تھا۔"(۱۰)

شاعر لکھتے ہیں کہ اے عرب کے تاج تیرے فیضان کے صدقے تیری نبوت جو غار حرا پر چمکی اس برہان کے صدقے خدا تعالی سے ملے ہوئے قرآن کے صدقے اسلام کا بول ہمیشہ بالا رہے گا کیونکہ یہ شاہ عرب کی اپنے رب سے التجا ہے۔ شاعر کہتا ہے ہمیں ہر حال میں اللہ سے دعا کرنی چاہیے۔ اسلام ہی نے ہمیں خطروں سے بچا کر ہماری منزل پر ہمیں گامزن کیا ہے۔ یہ سب ہمارے شاہ عرب کی دعا کا ثمر ہے۔

شمیم یزدانی خدا کا عیال رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ تمام مخلوق اللہ کی ہے۔ اور وہ سب کا نگہبان ہے۔ اور اللہ تعالی کو وہ انسان بہت پسند ہے جو سب کا خیال رکھتا ہے۔

شمیم یزدانی اخلاق رحمانی میں کہتے ہیں ایک بار حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں ایک صحابی نے پوچھا شاہ عرب نبی آخر الزمان کا اخلاق آپ رضی اللہ عنہا کی نظروں میں کیسا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اخلاق سراسر تعلیمات قرآنی کا مرقع ہے:

"تیرے اخلاق پاکیزہ میں وہ قوت ہے اے ہادیؐ

کہ اس پر منحصر ہے نوع انسانی کی آبادی "(۱۱)

آپ ﷺ صادق اور امین کے لقب سے مشہور تھے۔ شاعر نے صادق وامین کے عنوان میں لکھا ہے۔ ایک دن پیارے نبی محمد آخر الزمان نے کوہ صفا پر چڑھ کر لوگوں کو پکارا اے بنو فہر، بنو عدی اور بنو ہاشم اگر میں تم سے کہوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے دشمن کا ایک لشکر ہے اور وہ تمہیں پکار رہا ہے لڑنے کے لیے تو کیا تم مجھ پر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یقین رکھتے ہو۔ سب ایک ساتھ پکار اٹھے ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یقین کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں جھوٹ نہیں بتلا سکتے۔ اور واقعی ہی وہاں کفار کا لشکر موجود تھا۔

شمیم یزدانی ضبط و تحمل میں کہتے ہیں۔ایک دن نبی ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد نبوی کے صحن میں بیٹھے تھے کہ ایک یہودی زید بن بن سہنہ جس کا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرض ادا کرنا تھا دی گئی تاریخ سے پہلے بڑے رعب، غرور تکبر سے قرض مانگنے آگیا۔اور نبی آخرالزمان محمد مصطفی سے انتہائی گستاخانہ لہجے میں قرض مانگنے لگا۔جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسکی گستاخی دیکھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے کہنے لگے میں اس کی گردن تن سے جدا کردوں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے عمر تو اس کے غصے سے بہک گئے ہو فرض یہ بنتا ہے کہ معاملہ صلح رحمی سے حل کر لیا جائے اور تمہارا فرض ہے کہ اس کے ساتھ اچھے طریقے سے پیش آؤ یہ تو معاملہ ہی میرا ہے وہ تو مجھ سے مخاطب ہے۔اب تم میری جانب سے قرض اسکا ادا کرو گے۔جو سختی تم نے اس پر کی اس کا صلہ لازمی ہے۔یہ سب جب یہودی نے دیکھا تو بہت شرمندہ ہوا اور کہنے لگا حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ نادان کو معاف کر دیں اپنی غلامی میں لے لیں مجھے اپنے قدموں میں لے لیں اور دائرہ اسلام میں داخل کر لیں۔

شمیم یزدانی ''صبر و رضا'' میں بیان کرتے ہیں کہ ھبار اک جو کہ مکہ کا باسی تھا۔اسلام کا دشمن ہر وقت اہل اسلام کے خون کا پیاسا رہتا تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہت کینہ اور بغض تھا اسے اور کافروں سے مل کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہمیشہ تکلیف کیا کرتا تھا۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مکہ سے ہجرت کے لئے رخصت ہوئے تو قریش مکہ مسلمانوں کو مکہ سے نکلنے ہی نہ دیتے تھے۔اگر کوئی ان کے چنگل میں آجاتا تو اسے بہت تکالیف دیتے تھے۔شمیم یزدانی کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیاری بیٹی زینب رضی اللہ عنہا جن کا شوہر راہ حق پر نہیں تھا۔یثرب کی طرف اونٹ پر سوار ہو کر روانہ ہوئیں۔ھبار کو جب پتا چلا تو آپ رضی اللہ عنہا کی پیروی کی اور آگے بڑھتے ہوئے آپ رضی اللہ عنہا کے تن میں نیزہ مارا جس سے آپ رضی اللہ عنہا بیہوش ہو کر نیچے گر گئیں اس طرح آپ رضی اللہ عنہا کا حمل بھی ساقط ہو گیا۔آپ رضی اللہ عنہا اپنے حقیقی خدا کو جا ملی۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی بیٹی کا شدید صدمہ ہوا۔شمیم یزدانی کہتے ہیں کہ جب فتح مکہ کا ظہور ہوا تو ھبار قید ہو کر آیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے پیش کیا گیا۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے اپنی بیٹی زینب رضی اللہ عنہا کی خون معاف فرما دیا اور صبر پر قادر رہے۔جب یہ منظر ھبار نے دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں میں اسلام قبول کر لیا اور ادب سے کہا میرا ہادی اور میرا ناصر شاہ عرب ہے۔

"جناب رحمت عالم تھے لیکن صبر پر قادر
کہا اس کو معافی دے کے جاؤ تم کو رخصت ہے
رضائے حق مرا شیوہ ہے، میں ہوں صابر و شاکر
اسی لمحے گرا قدموں میں اور ایمان لے آیا
ادب سے پھر پکارا اٹھا مرے ہادی مرے ناصر
میں اب سمجھا کہ گلشن دین حق کا کیسے کھلتا ہے

اسے تو آب کوثر آپ کی سیرت سے ملتا ہے''(۱۲)

شمیم یزدانی در گزر میں ایک واقعہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت پر مبنی بیان کرتے ہیں۔ شاعر کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفر میں صحابہ سے تھوڑا الگ ایک پیڑ کے نیچے آرام فرماتے تھے کہ اتنے میں کافر غورث ابن حارث آپہنچا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلوار جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ٹہنی سے لٹکائی ہوئی تھی، شاخ سے اتار کر ہوا میں لہراتے ہوئے بولا اٹھ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اب تم کو مجھ سے کون بچا سکتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نیند سے بیدار ہوئے اٹھے فرمایا مجھے اللہ بچائے گا۔ یہ سن کر وہ چکرا کر گر گیا۔ اور تلوار اس کے ہاتھ سے گر گئی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تلوار اٹھائی اور اس کے سینے پر رکھ کر فرمایا بتا اب تمہیں مجھ سے کون بچائے گا۔ غورث ابن حارث جناب رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہت شرمندہ ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جا تجھے معاف کرتا ہوں مجھے میرے اللہ نے عفو ورحمت کے انداز سکھلائے ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی سے ذاتی بدلہ نہیں لیتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت سے ہمیں دوسروں پر کرم کرنا اور ان کی رہنمائی کرنے کا سبق ملتا ہے۔

دو اونٹ ایک طرف باندھ کر آگے بڑھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب گیا بدو نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر انتہائی وحشیانہ انداز سے چادر کھینچی کہ گردن پر سے خون کے دھبہ ابھر آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنے لگا یہ مال تیرا اپنا نہیں اور نہ ہی تیرے باپ دادا کا ہے میں مستحق حقدار ہوں مجھے ان میں سے عنایت کر دے اگرچہ اس کا انداز انتہائی وحشیانہ تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہاں میں نے سب کچھ برداشت کیا یہ مال اللہ کا ہے اور میں اس کا بندہ ہوں۔

شاعر کہتے ہیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تم سے تمہارے برتاؤ کا بدلہ لوں تو بدھو نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو عفو و کرم کے پیکر ہیں تو آپ کے ساتھ صلہ رحمی کرتے ہیں آپ نے اس بدو کو معاف فرمایا اور خادم سے کہا اس ایک اونٹ پر کھجور لادو و غریب کو دو۔ کھجور لے کر روانہ ہو گیا شاعر کہتے ہیں ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ایسی بہت سی صبر و تحمل کی مثالیں ملتی ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی کے ساتھ ذاتی مفاد نہیں رکھا اور کبھی کسی سے بدلہ نہیں لیا یہ ہمارے شاہ عرب ہی ہے۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہستی تمام دنیا کے مسلمانوں کے لیے بہترین نمونہ ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے۔

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجوا اللہ و الیوم الاخر و ذکر اللہ کثیرًا-(الاحزاب:۲۱)

بیشک تمہارے لئے اللہ کے رسول کی ہستی میں بہترین نمونہ موجود ہے اس کے لیے جو اللہ اور آخرت کے دن کی امید رکھتا ہے اور اللہ کو بہت یاد کرتا ہے۔

آپ ﷺ نے ہمیشہ عفو ودر گزر سے کام لیا۔ کافروں نے آپ ﷺ کو اور تمام مسلمانوں کو بہت اذیتیں دی تھیں۔ جب اسلام غالب آگیا تو آپ ﷺ نے کسی سے کوئی بدلہ نہیں لیا۔ بلکہ غزوۂ بدر کے موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا:

کہا ان قیدیوں کی رفع ہر تکلیف کی جائے

گھٹن میں جس قدر بھی ہوسکے تخفیف کی جائے"(۱۳)

"انکسار"، "بوڑھوں کی عزت"، "ماں باپ کی خدمت"، "عورت کی مدد مقدم ہے" اور "مہمان کی خدمت" کے عنوان میں آپ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ہر لحاظ سے آپ قابل تعریف ہیں۔ آپ نے ہر قسم کے معاملات میں سب کی رہنمائی کی۔ اسیران بدر میں کہتے ہیں معرکہ بدر کے دوران بہت دشمن قیدی بن کہ آئے تو حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فدیہ مقرر کردیا کی پڑھے لکھے قیدی مسلمانوں کو پڑھنا لکھنا سکھائیں گے۔ اس پر قیدیوں کے دل میں آپ کی محبت سے لبریز ہوگئے۔

"حاتم طائی کی بیٹی"، "حیا"، "بے پایاں رحمت"، "بڑے بھائی کی عزت"، "جرأت واستقامت"، "صحت" اور "مساوات انسانی کا شکار"، "کرم کی انتہا"، "حسنین کے جنگی قیدی"، "بیمار کی عیادت"، "فقر"، "مزاح"، "نجران کا عیسائی وفد مدینہ طیبہ میں"، "ذمی رعایا سے حسن سلوک"، "فرمان نبوی:"، "رحم وکرم کی ترغیب"، "حنین کے قیدیوں کا حال"، "ماں باپ کے حقوق"، "باہمی رنجش"، "یتیم کی پرورش"، "غربت" اور "بے غرض محبت" کے عنوان سے مختلف قسم کے عنوان میں لکھتے ہیں۔

قرآن پاک میں ہے:

"اس امت کے سبب سے جو اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر فرمائے گئے اگر آپ سخت دل ہوتے تو وہ لوگ آپ کے گرد سے منتشر ہو جاتے۔"(القرآن)

اسی طرح سے حدیث شریف میں ہے۔

"میں پیغمبر بنایا گیا اس لئے کہ مکارم اخلاق عمدہ اور اچھی عادت کی تکمیل کروں۔"

شاعر نے لکھا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ایسی بہت سی صبر و تحمل کی مثالیں ملتی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رحم وکرم کا پیکر تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی کسی سے سے ذاتی مفاد نہیں رکھا اور کبھی کسی سے بدلہ نہیں لیا۔ یہ ہمارے شاہ عرب ہی ہیں جن کے جیسا کل کائنات میں نہ ہے نہ ہوگا۔

''عفو ورحمت کے تقاضے'' میں سفر طائف میں شاعر نے لکھا ہے۔ احمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم زید بن حارث کے ساتھ تبلیغ کے لیے طائف گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ان لوگوں کو کو برحق اللہ کا پیغام سنایا یا تو ان لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر پتھر برسائے۔ یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ لہولہان ہوگئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جوتے خون سے بھر گئے اور آپ صلی اللہ وسلم بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ حضرت زید بن حارث رضی اللہ تعالی عنہ جلدی سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ایک کنویں سے پانی لائے آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس کے چھینٹے مارے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پلایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب ہوش آیا تو اللہ رب العزت سے فرمانے لگے: اے اللہ! ان کی نجات کیسے ہوگی جنہوں نے تیرے پیغمبر کے ساتھ اتنی بے دردی برتی ہے۔ یہ سن کر کر زید رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لیے بد دعا کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سلم نے جواب دیا: اللہ نے مجھے رحمت اللعالمین بنا کر بھیجا ہے ہے یہ لوگ نہیں جانتے یہ غلطی پر ہیں۔ اللہ انہیں ہدایت دے اور سیدھا راستہ دکھادے۔

اگلے عنوان میں شاعر لکھتے ہیں کہ میدان احد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ میں بڑی جرأت کے ساتھ دشمن کا مقابلہ کیا۔ دشمن کا پلہ کافی بھاری تھا۔ بہت سارے مسلمان یہ حالت دیکھ کر میدان کو چھوڑ کر بھاگ گئے۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے کچھ ساتھیوں نے دشمن کا دلیری سے مقابلہ کیا اس جنگ میں ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے چچا حمزہ رضی اللہ تعالی عنہ شہید ہو گئے اور ان کا کلیجہ ابوسفیان کی بیوی ہندہ نے چبایا اس کے علاوہ بہت سے مسلمان شہادت کے عہدہ سے سرفراز ہوئے۔ ہمارے پیارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دانت مبارک شہید ہو گئے اور ایک بازو پر گہرا زخم آیا کفار ہر لحاظ سے مسلمانوں کو شکست دینا چاہتے تھے لیکن اتنی کم نفری کے ساتھ مسلمان میدان جنگ میں ڈٹے رہے دشمن کا مقابلہ کیا یہاں تک کہ دشمن میدان جنگ چھوڑ کر بھاگ نکلا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صحابہ رضی اللہ تعالی عنہ کہنے لگے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں بد دعا دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے رحمۃ اللعالمین بنا کر بھیجا گیا ہے میں کیسے بد دعا دے سکتا ہوں؟ یہ میری فطرت میں نہیں اور میں صرف حق باری تعالی سے ان کی ہدایت کے لئے دعا کروں گا اللہ انہیں سیدھا راستہ دکھائے اور ایمان کی روشنی سے سرفراز کرے۔

''فضائل نبوی'' کے عنوان سے شاعر لکھتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قاصد قصر روم کے دربار میں گیا تو اس کی حقیقت کچھ اس طرح بیان کرتے ہیں۔ شاعر کہتے ہیں کہ ۷ ہجری کو نبی کریم ﷺ نے دین کی تبلیغ کے لئے کچھ شہنشاہوں کو خطوط لکھوائے۔ یہ سعادت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ تعالی عنہ کو سونپی۔ ان خطوط میں سے آنحضور ﷺ کا خط جب ہرقل نامی روم کے شہنشاہ کو ملا تو اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف جاننے کے لیے دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کو خط لکھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں جانا۔ دحیہ کلبی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف پاکیزہ کو انتہائی عمدگی سے بیان کیا اور ہرقل نے کہا مجھے انجیل مقدس میں آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کا شام کی سرزمین پر آمد کا پتہ ہے لیکن اللہ تعالی کی مرضی ہے کہ وہ عرب کی سرزمین کو اس قابل بنائے۔ اس کے بعد ہرقل نے تجارت کی غرض سے آنے والے تاجروں کو اپنے دربار میں بلانے کے لیے قاصد بھیجے۔ قاصد ان تاجروں کو دربار میں لائے یہ تاجر کفار تھے۔ لیکن ہرقل نے نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ان سے دریافت کیا تو ان سب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف حمیدہ بیان کئے۔ اس کے بعد ابوسفیان سے ہرقل نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب جانا تو وہ بھی بے اختیار پکار اٹھا نبی کا نسب عالی شان ہی ہوتا ہے اس نے کبھی عہد نہیں توڑا۔ کبھی جھوٹ نہیں بولا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات نہایت عالی مرتبہ ہیں تو اس پر ہرقل پکار اٹھا اب روم میں نور کا جلوہ ہوگا اور کاش میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سبحانی چوکھٹ پر چلا جاتا اور ان کے قدم چوم پاتا اور ان کی خدمت کا شرف پاتا۔

''غلاموں کا مولا میں شاعر لکھتے ہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے پیارا غلام امام زید بن حارث رضی اللہ تعالی عنہ تھے۔ جن کا

تعلق حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالی عنہ سے تھا دراصل حضرت زید بن حارث رضی اللہ تعالی عنہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالی عنہ کے غلام تھے لیکن آپ رضی اللہ تعالی عنہ کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور خلوص اتنا ملا کہ جتنا کسی اور غلام کو نہیں مل سکا۔ زید بن حارث ہمیشہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہتے کتے اس میں شاعر ایک واقعہ رقم کرتے ہیں کہ یہ ان دنوں کے بعد سے سے جب ہمارے نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت نہیں ملی تھی حضرت زید بن حارث ہمیشہ آپ ﷺ کے ساتھ رہتے تھے۔ حضرت زید بن حارث رضی اللہ تعالی عنہ جو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت مانوس تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بے شک باپ کے رشتے سے بڑھ کر کوئی رشتہ نہیں مجھے اپنے قدموں میں جگہ عطا فرمائیں۔

اگلے عنوان "خدام سے شفقت" میں آنحضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا خوبصورت واقعہ رقم کرتے ہیں حضرت انس رضی اللہ عنہ جب آٹھ برس کے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے دس برس حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی شاعر لکھتے ہیں کہ انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں مجھ سے کوتاہی بھی سرزد ہو جاتی تو آپ ﷺ ہمیشہ شفقت سے پیش آتے اور میں اپنے پیارے سرکار دو عالم پر قربان جاؤں جنہوں نے مجھے کبھی اف تک نہ کہا اور نہ کبھی کسی تکلیف پر شکایت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ رحم کرتے اور رحم کرنے کی تلقین کرتے۔

پھر وعدے کی پاسداری کے بارے میں لکھتے ہیں یہی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن اخلاق کے بہت چرچے تھے ایک بار مکہ کے رہائشی عبداللہ نامی شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ چیزیں خریدی لیکن اس کے پاس اصل قیمت سے کم دام تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کہہ کر چلا گیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہاں رکیں میں ابھی دام لے کر آتا ہوں وہ شخص اپنے معمول کے کاموں اور خرید وفروخت کی وجہ سے یہ بات بھول گیا کہ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو واپس آنے کا کہا ہے عبداللہ کو تین دن یہ بات یاد آئی کہ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ کیا تھا کہ وہ ابھی واپس آتا ہے جب وہاں پیسے لٹانے کے لیے گیا تو آپ صلی اللہ وسلم وہاں اس دن سے موجود تھے اور فرمایا تو نے مجھے بہت تکلیف دی لیکن غنیمت ہے کہ تمہیں یہ بات یاد آگئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی وعدہ خلافی نہیں کی اگر کسی سے زبان کا عہد بھی کیا تو اسے پورا نبھایا۔

ان اللہ لا یخلف المیعاد(سورۃ ال عمران : ۲۰۰)

ترجمہ: بے شک اللہ کا وعدہ نہیں بدلتا۔ (بے شک اللہ وعدہ خلافی نہیں کرتا۔)

"عزائم قتل اور شمائل کرم" میں بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بڑھتی ہوئی محبت اور سلوک سے عرب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت مقبولیت ہوگئی اور دین اسلام تیزی سے پھیلنے لگا۔

ایفائے عہد میں لکھتے ہیں کہ جب صلح حدیبیہ کی شرائط طے ہوئی تو اکثر شرائط مسلمانوں کے حق میں نہیں جس میں قریش کو فوقیت دی جا رہی تھیں ان میں سے ایک یہ کہ کفار مکہ میں سے کوئی مسلمانوں کے پاس آجائے تو وہ اسے واپس بھیج دیں گے لیکن اگر مسلمانوں کا کوئی آدمی کفار

مکہ کے پاس ہے یا چلا جائے تو واپس نہیں کریں گے۔ مکہ کی طرف سے شرائط کو تحریر کرنے والا نمائندہ سہیل بن عمرو اور اہل ایمان میں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس پاسداری کو نبھا رہے تھے۔ شرائط لکھی جا چکی تھیں۔ مگر کچھ ہی وقت میں ابو جندل کفار کی قید سے بھاگ گئے آئے بیڑیوں سے ان کے قدموں میں زخموں کے نشان اور بدن پر زخم کفار کے ظلم کے قصے سناتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہنے لگے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اس قید سے رہائی دیں۔ میں کفار کا ظلم نہیں سہہ سکتا۔ تمام صحابہ رضی اللہ تعالی عنہ ابو جندل کی حمایت کرنے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں لکھی ہوئی شرائط کی پاسداری دے چکا ہوں میں وعدہ خلافی نہیں کر سکتا۔ اس لئے ابو جندل تمہیں واپس جانا ہوگا اور تو ابھی کسی صورت رہائی نہیں پا سکتا۔

مکہ کی حدود میں ایک سال قحط سالی آ پہنچی۔ قحط اتنا ہو گیا کہ کافر بھوک سے مرنے لگے اور کفار کا سردار ابو سفیان دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں آ پہنچا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی:

اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کی دعائیں عرش سے فرش تک قبول ہوتی ہیں۔ مکہ کی زمین پیاسی ہے۔ لوگ زمین پر بھوکے مر رہے ہیں۔ مہربانی فرما کر ان کے حق میں سچے دل سے دعا کریں کہ یہ خشک سالی ختم ہو اور زمین پر سے یہ وبا ختم ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل بھر آیا اور اللہ تعالی سے مکہ کے لوگوں کے لئے دعا فرمائی: اے اللہ مجبور لوگوں پر اپنے فضل کا سایہ فرما۔ اپنی رحمت سے مکہ کی پیاسی زمین کو سیراب کر دے۔ گنہگاروں کی اس بستی پر اپنا کرم فرما دے یہاں بارش کر دے اور ان لوگوں پر اپنا کرم فرما۔

شاعر "انصاف کی عظمت" کے بارے میں لکھتے ہیں:

"چوری فاطمہ بنت محمد نے بھی کی ہوتی!

تو اس کو بھی سزائے "سے یہ ہی میں نے دی ہوتی"[۱۴]

اگلے عنوان میں انصاف کی عظمت اور وقت کی اہمیت بیان کرتے ہیں۔ فاطمہ نامی عورت جو کہ ایک اونچے خاندان سے تعلق رکھتی تھی اس نے چوری کی تو بہت سے لوگوں نے اس کی حمایت کی کہ اس کو سزا نہ دی جائے۔ اس بارے میں حدیث پاک ہے:

ہم سے سعید بن سلیمان نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے، انہوں نے ابن شہاب سے، انہوں نے عروہ سے، انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ قریش کو مخزومی عورت کی وجہ سے بڑی فکر ہوئی (وہ چوری میں گرفتار ہوئی)۔ وہ کہنے لگے اس کے مقدمہ میں رسول اللہ ﷺ سے کون عرض کرے (تاکہ اس کا ہاتھ نہ کاٹیں اور کوئی سزا نہ دیں یا معاف کر دیں) لوگوں نے کہا بھلا اتنی جرأت اسامہ رضی اللہ عنہ کے سوا اور کون کر سکتا ہے وہ تو آپ ﷺ کے پیارے ہیں۔ کہہ سکتے ہیں خیر اسامہ رضی اللہ عنہ نے اس کے باب میں عرض کیا۔ آپؐ نے (غصے میں) فرمایا ارے تو اللہ کی حد میں سفارش کرتا ہے۔ اس کے بعد آپؐ نے کھڑے ہو کر خطبہ سنایا فرمایا لوگو! تم سے پہلے اگلی امتیں یونہی تو گمراہ ہو گئیں۔ وہ کیا کرتے جب کوئی شریف آدمی ان میں چوری کرتا اس کو تو چھوڑ دیتے اور جب کوئی غریب (بے وسیلہ) آدمی چوری کرتا تو اس پر اللہ کی حد قائم کرتے۔ اللہ کی قسم اگر فاطمہ رضی اللہ عنہا محمد ﷺ کی بیٹی بھی چوری کرے تو محمد ﷺ اس کا ہاتھ کاٹ دیتے۔

آپ ﷺ والدین کے احترام اور خدمت کو جہاد سے بھی افضل سمجھتے تھے۔ صحیح بخاری شریف میں ہے:

"ایک صحابی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے جہاد میں شرکت کی اجازت چاہی۔ آپ ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا، کیا تمھارے ماں باپ زندہ ہیں؟ انہوں نے کہا جی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر انہیں میں جہاد کرو۔ (یعنی ان کو خوش رکھنے کی کوشش کرو)۔"(۱۵)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ "مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زباں کی شر سے کسی دوسرے مسلمان کو تکلیف نہ ہو۔" جو اس بات پر عمل نہیں کرتا وہ مسلمان نہیں۔ مومن نہیں کہلوا سکتا۔

سیرت نگاری کا معاملہ بہت نازک معاملہ ہے۔ اس لیے اس پر قلم اٹھانا بہت اہم مسئلہ ہے۔ آپ ﷺ کی تعلیمات آج تک محفوظ ہیں اور ہمیشہ محفوظ رہیں گی۔ آپ رحمت اللعالمین اور سراپا ھدایت ہیں۔ یہ طویل نظم سیرت النبی ﷺ پر مکمل اور جامع تحریر ہے۔ اس کو پڑھنے سے ایمان کو طراوت میسر ہوتی ہے۔

References

1. Shamim Yazdani, Buqqa-e-Anwaar, Lahore, Askart Printers, 1989, paij: 12.
2. Ibid, paij: 16
3. Ibid, paij: 17
4. Ibid, paij: 18
5. Sirat ul Navi S.A.W, juld: 5, Syed Salman Nadvi, Aazam Garh, Dar ul Musanifeen, 1974, paij: 199.
6. Shamim Yazdani, Buqqa-e-Anwaar, paij: 23.
7. Quran Majeed, Al Ahzab: 40.
8. Shamim Yazdani, Buqqa-e-Anwaar, paij: 30.
9. Ibid, paij: 34, 35.
10. Alama Shibli Nouman, Seerat ul Nabi S.A.W, Hisa Awal, Aazam Garh, Dar ul Musanifeen, 1974, paij: 270.
11. Shamim Yazdani, Buqqa-e-Anwaar, paij: 44.
12. Ibid, paij: 46.
13. Ibid, paij: 91.
14. Ibid, paij: 81.
15. Sahi Bukhari, Abu Abdullah Muhammad bin Ismail Bukhari, hind: Makazi Jamiyat Ahal Hadith, paij: 399.